شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حج......عیدِ عاشقاں

قدیم ہندو مذہب میں سمندری سفر انتہائی برا سمجھا جاتا تھا، ایک زمانے میں کچھ مسلمان علمائے دین نے بھی مسلمانانِ ہند پر حج کے ساقط ہوجانے کا فتویٰ دیا۔ بلکہ بعض شدت پسند مفتیوں نے تو حج بیت اللہ کو معاذ اللہ ناجائز بھی کہہ ڈالا۔ جس کے استدلال کی بنیاد سمندری سفر کے راستے کی خطرناکی تھی۔ امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہید علیہ الرحمۃ کے جلیل القدر تجدیدی کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آں جناب نے حج کے عظیم فریضے کو اجتماعی سطح پر زندہ کیا اور ایک بڑے قافلے کے ساتھ حج بیت اللہ پر تشریف لے گئے۔

سطورِ آمدہ کی تحریر ایک خط ہے، جسے ولی اللّٰہی جماعت کے رکنِ رکین، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ اس مکتوبِ گرامی کا شانِ ورود یہ ہے کہ آپ کے ایک متوسّل نے حج کا ارادہ کیا، اُن کے وطن حیدرآباد دکن کے ایک مولوی صاحب نے اُنھیں یہی ’’سقوطِ حج‘‘ کا فتویٰ سنایا، جس پر اُنھوں نے اپنے شیخ ومرشد حضرت مولانا مدنی علیہ الرحمہ سے استفسار کیا۔ حضرت مولانا کا یہ جوابی مکتوب حبِّ الٰہی کی آتشِ سوزاں کا ایک بھڑکتا ہوا الاؤ ہے، کئی مقامات پر وفورِ عشق میں دامنِ ضبط حضرتِ والا کے ہاتھوں سے نکل نکل جاتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مکتوبِ گرامی کو اپنی کتاب ’’اکابر علمائے دیوبند اتباعِ شریعت کے آئینے میں‘‘ میں نقل فرمایا ہے، قارئین کے مطالعے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔ پڑھیے اور عشق کی سرمستی کو محسوس کیجیے۔ قوسین کے اندر کی تشریحی عبارات انتخاب کرنے والے کی طرف سے ہیں (ادارہ)

محترما!

جناب باری عزاسمہ کی وہ صفات جو مقتضیٔ معبودیت ہیں، ان کا مرجع دو باتوں کی طرف ہوتا ہے۔ اوّل بالکلیہ نفع وضرر، دویم محبوبیت۔ اوّل کو جلال سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور ثانی کو جمال سے، مگر یہ تعبیر ناقص ہے (کیونکہ) جلال محض مالکیّتِ ضرر پر متفرع ہوتا ہے۔ جس طرح جمال اسبابِ محبوبیت میں سے ایک سبب ہے (اور) وجوہِ محبوبیت علاوہ جمال کے کمالِ قرب واحسان بھی ہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی جن صفات کا تقاضا ہے کہ اللہ کی عبادت کی جائے وہ بنیادی طور پر دو طرح کی ہیں۔ ایک تو اس وجہ سے اللہ کی عبادت ہوتی ہے کہ وہ ہمیں نفع نقصان پہنچانے والے ہیں، یعنی کسی لالچ سے یا کسی خوف سے، اور دوسرے اللہ کی عبادت محض اس وجہ سے ہوتی ہے کہ وہ محبوب ہیں)

سببِ اوّل......یعنی مالکیّتِ نفع وضرر کا اقتضائے معبودیت...... میں عابد کی ذاتی غرض چونکہ باعثِ عبادت ہوتی ہے......یعنی طمع یا خوف یا دونوں...... اس لیے یہ عبادت اس قدر کامل نہ ہوگی جس قدر وہ عبادت جس میں (محض) ارضائے محبوب مقصود ہو۔ ظاہر ہے کہ محبوب کی جو کچھ طاعت وفرماں برداری کی جاتی ہے اس سے محض اس کی

رضاء مطلوب ہوتی ہے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ دونوں قسموں کی عبادتیں دینِ کامل میں ملحوظ ہوں۔ قسمِ اوّل پر متفرع ہونے والی عبادتوں میں اصل الاصول نماز اور زکوٰۃ ہے اور قسمِ ثانی پر متفرع ہونے والی عبادتوں میں اصل الاصول روزہ اور حج۔ روزہ محبوبیت کی منزلِ اوّل اور حج منزلِ ثانی ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عاشق پر اوّلین فریضہ یہی ہے کہ اغیار سے قطع تعلق کیا جائے۔ جو کہ روزہ میں ملحوظ رکھا گیا، دن کو اگر صیام کا حکم ہے تو رات کو قیام کا اور آخر میں اعتکاف میں آ کر رہے سہے تعلقات کا بھی خاتمہ کر دیا۔ بحکم: **فمن شهد منكم الشهر فليصمه** (جسے رمضان کا مہینہ ملے وہ روزے رکھے) اور **من صام رمضان ايماناً** (جو ایمان اور تصحیح نیت کے ساتھ رمضان کے دن میں روزے رکھے اُس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ الحدیث) سے اگر استیعاب صوم رمضان کا پتہ چلتا ہے تو بحکم: ''**أحيىٰ ليلهٗ**'' اور ''**و من قام رمضان** ......'' (اور جس شخص نے ایمان اور تصحیح نیت کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کیا اُس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ الحدیث) وغیرہ سے استیعابِ قیام رمضان کا بھی پتہ چلنا ضروری ہے۔

اور چونکہ کمالِ صومی کے لیے محض ممنوعاتِ ثلاثہ کا، جو کہ اصل الاصول ہیں ترک مطلوب نہیں، بلکہ ان کے علاوہ معاصی اور مشتہیات نفسانیہ کا ترک بھی مقصود ہے۔ (یعنی روزہ تبھی مکمل ہوگا جب صرف کھانا پینا نہ چھوڑا جائے بلکہ سب گناہوں اور نفسانی خواہشات کو ترک کر دیا جائے، جیسا کہ احادیث شریفہ میں وارد ہوا ہے) **من لم يدع قول الزور** (جس شخص نے جھوٹی بات اور جھوٹ کے کام ترک نہ کیے اللہ کو اُس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی ضرورت تو نہیں۔ الحدیث) اور **رب صائم ليس له من صومه الا الجوع** (کتنے ہی روزہ رکھنے والے ہیں کہ اُن کے روزے کا حاصل سوائے بھوک کے کچھ نہیں۔ الحدیث) اس کی شاہدِ عدل ہیں۔

جب ترکِ اغیار کا اثبات...... جو کہ منزلِ عشق کی پہلی گھاٹی ہے...... ہو گیا، اس کے بعد ضروری ہے کہ دوسری منزل کی طرف قدم بڑھایا جائے۔ یعنی کوچۂ محبوب اور اس کے دار و دیار کی جبہہ سائی کا فخر حاصل کیا جائے۔ اس لیے ایامِ صیام کے ختم ہوتے ہی ایامِ حج کی ابتداء ہوتی ہے، جن کا اختتام ایامِ نحر (قربانی) پر ہے۔

کوچۂ محبوب کی طرف اُس عاشق کا سفر کرنا، جس نے تمام اغیار کو ترک کر دیا ہو اور سچے عشق کا مدعی ہو معمولی طریقہ پر نہ ہوگا۔ اس کو سر کی خبر ہوگی نہ پیر کی، نہ بدن کے زیب و زینت کا خیال ہوگا نہ لوگوں سے جھگڑا اور لڑنے کا ذکر۔ **فَلا رَفَثَ وَلا فُسُوْقَ وَلا جِدَالَ فِي الْحَجّ** (جو حج کا ارادہ کرے تو حج میں نہ بیوی کے پاس جانا ہوتا ہے، نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا) کہاں قلبی اضطراب اور کہاں شہوت پرستی و آرام طلبی، نہ سرمہ کی فکر ہوگی نہ خوشبو اور تیل کا دھیان۔ اس کو

آبادی سے نفرت، جنگل اور جنگلی جانوروں سے الفت ہونی ضروری ہے۔ وحرم علیکم صید البر مادمتم حرما (حج کہ دنوں میں حالتِ احرام میں جنگلی جانوروں کو شکار کرنا اور مارنا جائز نہیں)۔ سیر وشکار جو کہ کارِ بیکاراں ہے، ایسے عشاق اور مضطر نفوس کے لیے بے حد نفرت کی چیز ہوگی۔ واذا حللتم فاصطادوا (جب حالتِ احرام ختم ہوجائے تبھی شکار کرنا جائز ہوگا)۔ اس کی تو دن رات کی سرگرمی معشوق کی یاد، اس کے نام کو جپنا، اپنے تن بدن کو بھلا دینا، دوست احباب، عزیز واقارب، راحت وآرام کو ترک کردینا۔ نہ خواب آنکھوں میں بھلی معلوم ہوگی نہ لذائذِ اطعمہ، اور خوشبودار اور خوش ذائقہ اشربہ والبسہ (یعنی عمدہ کھانے پینے اور لباس) کا شوق ہوگا۔

یُداری هواه ثم یکتم سره
ویخشع فی کل الأمور ویخضع

وہ اس کی محبت خوش اسلوبی سے نباہتا رہتا ہے۔ پھر اس کے راز پردہ پوشی کرتا رہتا ہے۔ اور تمام حالات میں مطیع وفرمانبردار رہتا ہے۔

جوں جوں دیارِ محبوب اور ایام وصال کی قربت ہوتی جائے گی اسی قدر ولولہ اور فریفتگی اور جوش جنوں میں ترقی ہوتی رہے گی:

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک　　　آتشِ شوق تیز گردد
ان دنوں جوشِ جنوں ہے ترے دیوانے کو　　　لوگ ہر سو سے چلے آتے ہیں سمجھانے کو
خون دل پینے کو اور لختِ جگر کھانے کو　　　یہ غذا دیتے ہیں جاناں ترے دیوانے کو
نو بہاراست جنوں، چاکِ گریباں مددے　　　آتش افتاد بجاں، جنبشِ داماں مددے

قریب پہنچتے ہیں......میقات پر......تو اپنے رہے سہے، میلے کچیلے کپڑے کو پھینک دیتے ہیں۔ اس وادئ عشق میں گریبان ودامن سے کیا کام:

ہم نے تو اپنا آپ گریباں کیا ہے چاک
اس کو سیا، سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا

دن رات محبوب کی رٹ پپیہے کی طرح لگی ہوئی ہے (تلبیہ پڑھ رہے ہیں)

رٹ پھرے پیو پیو کنارے　　　ہمارے پیا تو بدیس سدھارے
برہا بروگ سے تلپٹ جیو　　　اب جن بول پپیہا پیو

اگر غم ہے تو محبوب کا، اگر ذکر ہے تو معشوق کا، اگر طلب ہے تو پیو، کی اگر خیال ہے تو دلبر کا:

عشق میں تیرے کوہِ غم سر پر لیا، جو ہو سو ہو   عیش ونشاطِ زندگی چھوڑ دیا، جو ہو سو ہو

کوچۂ محبوب میں پہنچتے ہیں تو اس کے در و دیوار کے اردگرد پوری فریفتگی کے ساتھ چکر لگاتے ہیں۔ چوکھٹ پر سر ہے تو کہیں دیواروں اور پتھروں پر لب:

أمـرّ عـلـى الـدّيـار، ديـار ليـلـىٰ
أقبّـل ذالـجـدار و ذالـجـدار
ومـاحـبّ الـديـار شغـفـن قلبـي
ولـكـن حـبّ مـن سـكـن الـديـارا

(ترجمہ) مجنوں کہتا ہے کہ میں لیلیٰ کے کوچوں پر گزرتا ہوں تو کبھی اِس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اُس دیوار کو چومتا ہوں اور میرے دل میں دراصل کوچے کے در و دیوار نے کوئی جگہ نہیں بنائی بلکہ اس گلی کے رہنے والے نے۔

کسی نے اگر جھوٹی سی خبر دی کہ معشوق کا جلوہ فلاں جگہ نمودار ہونے والا ہے تو بے سروپیر ہو کر دوڑتے وہاں پہنچے۔ نہ کانٹوں کا خیال ہے، نہ راستہ کے پتھروں کا فکر ہے، نہ گڑھوں میں گرنے کا سوز ہے، نہ پہاڑوں کی سختیوں کا ڈر ہے۔ مجنونِ بنی عامر کا سماں بندھا ہوا ہے۔ بدن میں اگر جوں ڈھیروں پڑی ہیں تو کیا پرواہ، اہل عقل اور اہل زمانہ اگر پھبکیاں اڑاتے ہیں تو کیا شرم:

جب پریت بھئی تو لاج کہاں   سنسار ہنسے تو کیا ڈر ہے
دکھ درد بڑھے تو کیا چنتا   اور سکھ نہ رہے تو کیا ڈر ہے

اگر ناصحِ نادان معشوق اور عشق سے روکتا ہے تو جس طرح آگ پر پانی کی چھینٹیں اس کو اور بھڑکا دیتی ہیں، اس طرح آتش عشق اور بھڑک جاتی ہے۔ نادان ناصح کو پتھر مارتے ہوئے اپنے آپ کو قربان کر دینے کے لیے بیتاب ہو جاتے ہیں:

ناصحا مت کر نصیحت دل مرا گھبرائے

وبـمُـهـجـتـي، يـا عـاذلـي! المَلِـک الـذی   أسـخـطـت کـل الـنـاس فـی ارضـائـهٖ
فـومـن أحـب، لأ عـصـيـنّـک فـی الهـوىٰ   قـسـمـا بـه و بـحـسـنـه وبـهـائـهٖ

(ترجمہ) اے ملامت گر! میری جان اس بادشاہ پر قربان ہے کہ جس کے راضی رکھنے کی غرض سے میں نے تمام

لوگوں کو ناخوش کر دیا ہے۔ اے ملامت گر! میں محبوب کے حسن و جمال کی قسم کھاتا ہوں محبت کے بارے میں ضرور تیری نافرمانی کروں گا۔ (متنبّی)

میرے محترم! یہ تھوڑا سا خاکہ حج وعمرہ کا ہے۔ اگر دل میں تڑپ اور سینہ میں درد نہ ہو تو زندگی ہیچ ہے۔ وہ انسان بھی انسان نہیں جس کے دل ودماغ، روح واعضائے رئیسہ محبوبِ حقیقی کے عشق اور ولولہ سے خالی ہے۔ یہاں عقل کے ہوش گم ہیں۔ جس قدر بھی بے عقلی اور شورش ہوگی اور جس قدر بھی اضطراب وبے چینی ہوگی اس قدر یہاں کمال شمار کیا جائے گا:

موسیا! آداب داناں دیگر اند　　　　سوختہ جان وروانان دیگر اندا
کفر کافر را ودیں دیندار را　　　　ذرۂ دردت دلِ عطار را

عقل کو حیات کے مقید ہونے والے عشاق، آرام وراحت کے طلب گار محبین اپنی سچائی کے اثبات سے عاجز ہیں:

عشق چوں خام است باشد بستۂ ناموس وننگ　　　　پختہ مغزانِ جنون را کے حیا زنجیرِ پا است

اس وادی میں قدم رکھنے والے کو سرفروشی اور ہر قسم کی تیاری کے لیے پہلے سے تیار رہنا ضروری ہے۔ اور آرام وراحت، عزت وجاہ کا خیال بھی اس راہ میں سخت ترین بلکہ بدترین بدنام کرنے والا گناہ ہے:

ناز پروردۂ تنعّم نہ برد راہ بدوست　　　　عاشقی شیوہ رندانِ بلاکش باشد
یقیں می داں کہ آں شاہِ نکو نام　　　　بدستِ سر بریدہ می دہد جام

مولانائے محترم اس وادی پرخار میں قدم رکھتے ہیں، پھر متلی کا سر کے چکر کا بیماری کا ضعف کا تکلیف کا عزت وجاہت کا فکر ہے؟ افسوس ہے! مردانہ وار قدم بڑھائیے، اگر تکلیف سامنے ہو تو خوش قسمتی سمجھئے۔ اگر ستائے جائیں تو محبوب کی عنایت جانیے۔ مجنوں کو لیلیٰ کے کاسہ توڑ دینے پر رقص ہوتا ہے جس سے وہ اپنے خاص تعلق کا اثبات کرتا ہے اور آپ اس سے جھجکتے ہیں۔ ” **کلا واللہ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الا مثل فالامثل** “ (ہرگز نہیں!! لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش انبیا پر آتی ہے پھر جو اُن سے کم اللہ کے قریب ہوں پھر جو اُن سے کم) قولِ صادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ **قیمة المراۃ همته،**

بقدر الجد تکتسب المعالی　　　　ومن رام العلیٰ سهر اللیالیٰ

(ترجمہ) باندازِ محنت بلند درجات حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو شخص بلند درجہ کا قصد کرتا ہے وہ برابر راتوں کو جاگتا ہے۔ سوائے رضاءِ محبوب حقیقی اور کوئی دھن نہ ہونی چاہیے:

دنیا و آخرت را گذار، حق طلب کن　　　　کہ ایں ہر دو لولیاں را، من خوب می شناسم

بجوش وخروش وہیچ مفروش...... مجھے افسوس ہے کہ میں نے اپنی دیوانگی کی بڑ میں آپ کا بہت وقت ضائع کیا۔

مگر کیا کروں کہ اہل چشت کا دریوزہ گر ہوں، ان کی نسبت اپنا کھیل اور رنگ دکھلاتی ہے۔ اگر میری عرض غلط ہوتو پھاڑ کر پھینک دیجیے اور ان بزرگ حیدر آبادی کے کلمات کوتعویذ جان بنایئے۔ اور اگر اس میں کوئی جھلک صداقت اور واقعیت کی معلوم ہوتو مولانا عبدالباری صاحب ندوی اور حکیم عبدالعلی صاحب کو بھی دکھلا دیجیے۔ غالباً مناسب ہوگا کہ مکہ مکرمہ میں سید امین عاصم مرحوم کو اپنا مطوّف (معلم) بنایئے۔ حضرت موصوف حضرت شیخ الہند کے مطوف تھے، ان کا اگر چہ انتقال ہوگیا مگر ان کی لڑکیاں ان کے منصب پر قائم کی گئی ہیں۔ اور ان کے نواسے سید عقیل عطاس حجاج کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ حتیٰ الوسع پوری خبر گیری کرتے ہیں ان کا کارڈ اس میں موجود ہے۔ اگر نا مناسب نہ ہوتو میرا عریضہ بھی دے دیجیے۔ آپ سے لوگ بمبئی سے لکھنو سے درخواست مطوّفی کریں گے، مگر اکثر ان لوگوں سے تلخ تجربے حاصل ہوتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں میرے دو بھائی بڑے مولوی سید احمد صاحب اور چھوٹے محمود احمد ہیں، اگر نا مناسب نہ ہوتو ان سے بھی مل لیں۔ اگر کوئی خدمت درکار ہوان شاء اللہ وہ اپنی طاقت کے موافق اس میں پورا حصہ لیں گے۔ مولانا شفیع الدین صاحب نگینوی، حضرت حاجی صاحب کے خادم اور خلیفہ اور حضرت گنگوہی کے حدیث میں شاگرد نہایت پاکیزہ شخص موجود ہیں، ان سے بھی مل لیں اور میرا سلام عرض کردیں دعا کی درخواست بھی ظاہر فرما دیں۔ کوشش ہونی چاہیے کہ دونوں مقدس مقامات اور رستہ میں غفلت میں وقت نہ گذرے۔ خصوصاً عرفات کے دن بعد از زوال نہایت غنیمت ہے، اس کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونا چاہیے۔ اگر لوگوں کے بالخصوص وہاں کے سُکان اور حکام کی فروگذاشتیں نظر پڑیں، تو توجہ نہ کیجئے اپنے کام سے کام رکھیے۔ اپنے اس نالائق و نابکار سگِ دنیا و روسیاہ خادم کو بھی دعواتِ صالحہ میں یاد رکھیے۔ کیا عجب ہے کہ آپ حضرات کی دعائیں فلاح ونجات کے اسباب بن جائیں۔ بہتر تو یہ تھا کہ کچھ دنوں پوری ہمت اور محنت کے ساتھ اذکار وغیرہ کرلینے کے بعد حج ہوتا اور زیارت کی مقدس نعمت حاصل کی جاتی۔ تاکہ دونوں کی حقیقت سے اتصال کی نوبت آتی، مگر جب قصد کیا گیا تو پورا کرنا ضروری ہے۔ جہاں تک ہوسکے غفلت کو راہ نہ دیجیے اور ذکر میں مشغول رہیے:

من نہ کردم شما حذر بکنید

میں انشاء اللہ شوال کی پانچ تک یہاں سے روانہ ہوجاؤں گا اور اگر منظورِ الٰہی ہے تو وحید بھی حج میں آپ کے ساتھ ہوگا۔ خداوند کریم سے دعا ہے کہ آپ سب کو حقیقی نعمت وحج وزیارت سے مالا مال کردے۔ آمین

والد ماجد اور متعلقین واحباب سے سلام مسنون عرض کردیں۔

ننگ اکابر: حسین احمد غفرلہ

از خلافت آفس سلہٹ ۹ رمضان المبارک ۱۳۴۷ء